مسئلہ علم غیب

مصنف: علامہ ابو الرضا اللہ بخش نیر مجددی چشتی

ناشر - ادارہ تحقیقات اہل سنت نزد [illegible] ڈگری کالج ملتان روڈ کبیر والا
0321-6875512
0300-7892820 - 0344-7340410

نبی کا معنی:۔ نبوت اطلاع علی الغیب کا عین ہے یا لازم۔ نَبِــی صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہمیشہ غیب کی خبر دینے والے کے ہوتے ہیں۔ نیز نبی اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضائی الامور جو اعلیٰ درجہ کا غیب ہے کا مخبر ہوتا ہے تو نبی کا معنی ہمیشہ مطلع علی علم الغیب ہوا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مواھب للدنیہ صفحہ ۴۵، ۴۶ جلد دوم از امام قسطلانی شارح بخاری، شفا شریف صفحہ ۱۰۲ از امام المحدثین قاضی عیاض اور شرح مواھب از امام زرقانی، شرح شفا از علامہ علی قاری حنفی و نسیم الریاض شرح شفا از امام خفاجی۔

جب اطلاع علی علم الغیب نبوت کا عین یا لازم ثابت ہوا تو مطلقاً نفی علم غیب ثابت کرنے والا منکر نبوت ہوگا۔

ایک مغالطہ:۔ منکرین علم غیب نبی یہ مغالطہ دیتے ہیں جو علم خدا نے بذریعہ وحی نبی کو بتادیا وہ علم غیب نہیں رہتا۔

جواب:۔ وحی کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں اس کا تعلق قلبِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے جو غیب ہے لہٰذا وحی کے ذریعہ بتایا ہوا علم، علم غیب ثابت ہوا۔ ارشادِ خداوندی ہے تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ دوسری جگہ فرمایا ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو وحی کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتائی ہوئی خبروں کو غیب فرمایا۔ نیز ارشاد الٰہی ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ اور وہ خدا یا نبی) غیب بتانے پر کنجوس نہیں۔ معلوم ہوا وحی کے ذریعہ بتایا ہوا علم، علم غیب ہے۔ نیز ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

یعنی خدا کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (بذریعہ وحی) غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ نیز ارشاد الٰہی ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

وہ غیب جاننے والا (ہے) تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا۔ مگر جنہیں پسند فرما لیا جو اس کے (سب) رسول ہیں۔

سب رسول اس کے پسندیدہ ہیں لہٰذا ان کو علم غیب عطا ہوا۔

غیب کی دو قسمیں:۔ علمائے حق اہل سنت نے غیب کی دو قسمیں ذاتی اور عطائی (مالا دلیل علیہ اور علیہ دلیل) بیان فرمائیں قسم اول ذاتی کو خاصہ خداوندی قرار دیا اور قسم ثانی عطائی کو علم غیب تسلیم کرتے ہوئے محبوبان حق کے لئے ثابت فرمایا:۔ ملاحظہ فرمائیں زیر تحت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، تفسیر بیضاوی تفسیر کبیر للرازی روح البیان زیر آیت قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ نسیم الریاض، خازن صفحہ ۱۵۷ جلد دوم زیر آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ، جمل صفحہ ۲۱۷ جلد دوم تحت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ شرح مواقف، شرح جامع الصغیر، تفسیر عرائس البیان زیر آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تفسیر عنایت القاضی، صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۹ جلد دوم، روح البیان زیر آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تفسیر الموذج الجلیل زیر آیت قُلْ لَّا یَعْلَمُ فتاویٰ حلیثیہ، فتاویٰ امام نووی شارح مسلم، جامع الفصولین، ردالمحتار شرح فقہ اکبر، فتاویٰ مہریہ

خدا عزوجل اور رسول ﷺ کے علم میں فرق

پہلا فرق:۔ اللہ کا علم ذاتی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مستفاد۔ اسے

بالواسطہ بالعرض اور وہبی عطائی کہتے ہیں۔ (تفسیر ابو السعود صفحہ۹۲ جلد۲)

دوسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور حضور ﷺ کا علم ممکن۔ (شامی)

تیسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی اور ابدی حقیقی ہے۔

چوتھا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی اور حضور ﷺ کا علم متناہی۔

پانچواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مخلوق۔

چھٹا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور ﷺ کا علم مقدور۔

ساتواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور ﷺ کا علم ممکن التبدل۔

آٹھواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور ﷺ کا علم جائز الفناء۔

(ماخوذ از الدولة المكيه از اعلیٰ حضرت محدث بریلی مصدقہ علمائے عرب وعجم)

ان فرقوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرک کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔

اعتراض:۔ جب اہل سنت نے حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب کلی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ثابت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی کب ہوا؟ بلکہ علم الٰہی کے ساتھ برابری ہوگئی جو کہ شرک نا قابل معافی جرم ہے۔

جواب ۱: علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اور کل شئے کا تفصیلی علم ذرے ذرے قطرے قطرے کا علم متناہی اور محدود ہے اور علم الٰہی کے مقابلے میں بعض، قلیل بلکہ کالعدم ہے ملاحظہ فرمائیے آیت کریمہ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر

ا۔ جمل صفحہ۲۴۲ جلد۲۔ ۲۔ صاوی صفحہ۳۶۲ جلد۲۔ ۳۔ کبیر للرازی صفحہ۵۳ جز۲۱۔ ۴۔ تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ۱۴۸ جلد۴۔ ۵۔ تفسیر خازن صفحہ۱۴۸ جلد۴۔

اور آیت کریمہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ کی تفسیر۔ ا۔ صاوی صفحہ۲۳۱ جلد۴۔ ۲۔ تفسیر

جمل صفحہ۳۸۳ جلد۴۔ ۳۔ تفسیر کبیر صفحہ۷۸ جلد۳۰۔ اور آیت کریمہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ کی تفسیر۔ تفسیر کبیر صفحہ۱۷۶ جلد۴۔ جمل صفحہ۵۰ جلد۳ اور سورہ لقمان کی آیت وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ کی تفسیر تفسیر کبیر صفحہ۱۵۷ جلد۲۵، اور جمل صفحہ۴۰۹ جلد۳ اور سورہ جن کی آیت وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا کی تفسیر تفسیر کبیر صفحہ۱۷۰ جلد۳۰، اور مدارک صفحہ۳۲ جلد۴، اور روح البیان ان آیات کی تفسیر کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب معتبرہ سے صاف ثابت ہے کہ غیب السمٰوٰت والارض کان یکون کلیات جزئیات کل شئے وغیرہ علم الٰہی کے مقابلہ میں قلیل بعض اور متناہی و محدود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ا۔ حل العقده شرح برده از علامہ علی قاری حنفی ۲۔ حواشی بیضاوی از امام شہاب خفاجی۔ ۳۔ روح البیان ۴۔ صحیح بخاری واقعہ حضرت خضر علیہ السلام ۵۔ شرح عقائد نسفی صفحہ۲۷۔ ۶۔ شرح مواقف ۷۔ کیمیائے سعادت ۸۔ تفسیر حسینی ۹۔ تفسیر خازن صفحہ۱۴۵ جلد۳۔ ۱۰۔ تفسیر صاوی علی الجلالین صفحہ۳۳۵ جلد۲۔ ابتداء سورۃ اسراء۔

جواب ۲:۔ اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور وہم خطا مگر دوسرے فرقوں کے سبب علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی۔

نیز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو عرفاء (عارفین) فرمایا مشرک نہیں فرمایا۔ (مدارج النبوت)

نیز امام ابو اسحاق مصنف المدلول المنقول فی بیان شمول علم الرسول اور

عارف ابوالحسن البکری مفتی بحروبر (المتوفی ۹۷۶ھ) کا یہی عقیدہ ہے۔ (نجم الرحمٰن)

ایک علمی سوال:۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے فرمان کے موجب کیا اللہ تعالیٰ کو اس بات کی قدرت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کو جمیع معلومات کا علم عطا فرما دے یا نہیں؟ اگر قدرت ہے تو زیر تحت قدرت کا اثبات شرک کہاں رہا اور اگر جواب نفی میں ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعتقاد میں جھوٹ پر تو قادر ہو اور شمولِ علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قادر نہ ہو ذرا فرق بتا دیں تو عنایت ہوگی۔ (نجم الرحمٰن صفحہ ۴۱)

اعتراض:۔ حضور علیہ السلام کو جب کبھی اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام بھیج کر وحی کے ذریعے کچھ باتیں بتلا دیتا تھا تو آپ جانتے تھے ورنہ آپ نہیں جانتے تھے آپ کا علم نہ دائمی تھا نہ غیب۔ (عام مغالطہ)

جواب: ۱۔ بیشک حضور علیہ السلام کا علم وحی الٰہی اور تعلیم ایزدی کے ذریعے حاصل ہوا۔ ۲۔ لیکن وحی الٰہی صرف پیغامِ جبریل میں منحصر نہیں۔ ۳۔ رؤیا الانبیا وحی۔ (الحدیث) انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی وحی ہے اور آپ کا ہر کلام وحی ہے۔

۴۔ وحی القاء کے ساتھ بھی ہوتی تھی یعنی قلب اطہر میں کسی بات کا ڈال دینا۔ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کریم ضرور لائے لیکن علم قرآن حضرت جبریل کے واسطہ کا محتاج نہیں۔ امام قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۹ جلد ۲ میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے تمام قرآن مجید تعلیم فرمایا۔ یہ بات بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں بالکل غلط ہے کہ حضرت جبریل نے جو بات حضور علیہ السلام کو بتادی حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی ورنہ نہیں۔ بخاری ومسلم میں ہے میں تمہیں اپنے پیچھے سے اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور محدثین نے تخصیص کو رد فرما کر عموم کو ترجیح دی۔ (تحقیقات غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ)

نور نبوت:۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی صفحہ ۵۱۸ جلد ۱ میں وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نورِ نبوت سے ایسی باتیں جانتے ہیں جو غیب ہیں اور یہ بھی تعلیم ایزدی میں شامل ہے جب نور نبوت دائمی ہے تو یہ علم مبارک بھی جو نور نبوت کے ذریعہ حاصل ہو رہا ہے یقیناً دائمی ہوگا یہ نہیں کہ کبھی تو یہ کمال حاصل ہو جائے اور کبھی زائل ہو جائے۔

نبی کی خاص صفت:۔ زرقانی صفحہ ۲۰۰ جلد ۱ میں امام غزالی سے منقول ہے کہ نبی میں چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسا نور ہمیشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان باتوں کا ادراک کرتا ہے جو غیب میں آئندہ ہونے والی ہیں۔

عدم توجہی:۔ منکرین علم غیب رسول جن وقائع سے حضور علیہ السلام کی بے علمی ثابت کرتے ہیں ہمارے نزدیک انہیں بے علمی اور جہالت پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ ہمارے نزدیک کسی حکمت کی بنا پر خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے باوجود کبھی امر خاص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کو اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے اور عدم توجہی بے علمی کو مستلزم نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے لطائف المنن کتاب الابریز الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ ۱۷ جلد ۲ وغیرہ۔

ایک نکتہ:۔ اگر علم غیب بمعنی ملکہ غیب لے لیا جائے جیسا کہ مطول، تلویح

مختصر المعانی اور میر زاھد وغیرہ میں ہے اور جمیع معلومات سے مراد صرف مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ہو جو محدود اور متناہی ہے تو کسی قسم کا خدشہ اور اعتراض باقی نہیں رہتا اور تمام نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ بآسانی متفق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ملکہ اس امر کو کہتے ہیں جس کی طرف توجہ کی جائے اور وہ فوراً معلوم ہو جائے (نجم الرحمٰن صفحہ ۴۱)

نبی کا معنی:۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو ہمیشہ مطلع علی الغیب ہونے پر دال ہے۔ کبریت احمر صفحہ ۱۷ جلد ۲ میں ہے:۔

فھذا الغیب فھو علم الرسالۃ۔ پس یہ غیب ہی ہے جو علم رسالت ہے۔

ثبوت علم غیب عطائی

اب ہم دلائل قویہ سے ثابت کرتے ہیں کہ وحی کے ذریعہ بتلایا ہوا علم بھی علم غیب ہے۔

دلیل نمبر ۱:۔ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (قرآن مجید)

اللہ نے آپ کو وہ علم غیب عطا فرمایا جو تو نہ جانتا تھا۔ امام سیوطی نے جلالین صفحہ ۸۰ میں، امام احمد صاوی نے حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۲۴۵ جلد ۲ میں، امام بغوی نے معالم التنزیل صفحہ ۴۹۶ جلد ۱ میں، امام محقق ابراہیم بن علی بغدادی نے خازن صفحہ ۴۹۶ جلد ۱ میں، علامہ اسماعیل حقی نے روح البیان صفحہ ۳۸۲ جلد ۲ میں اس عطائی علم کو علم غیب قرار دیا ہے اور کچھ مفسرین نے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ قرار دیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا اس آیت میں علم غیب کا ذکر ہے اور جو اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے وہ علم غیب عطائی ہے اور جو علم غیب عطائی ہے وہ اللہ کے سکھانے پڑھانے کا محتاج ہے۔

اعتراض:۔ اس آیت کا شانِ نزول دیکھئے۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۸)

جواب:۔ آیاتِ الٰہیہ کا عموم مورد اسباب پر بند نہیں ہوتا۔ اصول حنفیہ دیکھئے۔

اعتراض:۔ دعویٰ تو علم محدود کا تھا اور دلیل غیر محدود کی دیدی۔ (براہین صفحہ ۱۰۸)

جواب:۔ مفسرین نے جو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اور علم غیب اس کی تفسیر کی ہے تو وہ علم الٰہی کے مقابلے میں بعض ہے دعویٰ دلیل کے مطابق ہے مخالف نہیں۔

اعتراض:۔ اس آیت کے نزول سے جب سب کچھ معلوم ہو گیا تو باقی قرآنی آیات کیوں آئیں؟ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۹)

جواب:۔ معترض کو عقل کا ماتم کرنا چاہیے۔ ۱۔ سورۃ الفاتحہ دو دفعہ نازل کیوں ہوئی؟ تحصیل حاصل بے سود ہے۔ (العیاذ باللہ منہ) جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا۔ ۱؎

۲۔ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا معنی مَا حَدَثَ وَمَا یُحَدَّثُ ہے۔ بِالْکُلِّیَۃِ مِنْ حَیْثُ ہر ہر موضوع بحث سے خارج ہے کیونکہ حوادث کائنات جو محل نزاع ہیں ہم ان سے بحث کر رہے ہیں اور قرآن بلفظہٖ قدیم ہوا (عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ) اور معراج کی رات بھی علم کائنات و حوادثات ہی تھا جس کی تصدیق وحی متلو سے ہو گئی۔ (مکتوبات دفتر ثالث)

اعتراض:۔ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ارشادِ الٰہی سے تمام صحابہ اور جمیع مومنین کو غیب دان ماننا پڑے گا۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۹)

۱؎ قرآن مجید میں نماز کی فرضیت سے متعلق اقیموا الصلوۃ کئی مرتبہ نازل ہوئی فرضیت کا علم تو ایک آیت کے نازل ہونے سے ہو گیا تھا متعدد بار نزول کئی وجوہ کی بنا پر ہوا۔ ماننا پڑے گا قرآن مجید کا نزول صرف احکام شرعیہ کی تعلیم کیلئے نہیں ہوا بلکہ اس کی اور بھی بہت حکمتیں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ابو جلیل فیضی عفی عنہ

جواب ؛ نقض اجمالی وارد کرنے کے لیے مادۂ نقض میں بعینہٖ اسی دلیل کا موجود ہونا لازمی شرط ہے۔ کما تقرر فی علم المناظرہ ہماری دلیل تین اجزاء کا مجموعہ ہے

ا۔فاعل معلم صاحب فیض عام ہے۔۲۔مخاطب متعلم صاحب استعداد تام ہے۔

۳۔اور مالم تکن تعلم کا معنی علم غیب اور علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔کیا یہ تین اجزاء آپ کی دلیل میں ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ب:۔اگر جمع کا لفظ جمع کے مقابل ہوجائے تو تقسیم افراد کی افراد پر ہوتی ہے یہ مسئلہ علم اصول اور صدر شرح وقایہ میں مبرہن ہے۔اس قاعدہ کی رُو سے یُعَلِّمُکُمْ میں خطاب جمع کو ہے اور آگے مقابل میں مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ جمع کا صیغہ ہے۔لہٰذا ایک علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا نہ کہ مخاطبین کے لیے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ثابت ہوجائے گا۔غور کیجئے۔ ؎ا

دوسری قرآنی دلیل:۔سورۃ جن پارہ ۲۹۔ارشاد الٰہی ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

ذاتی غیب دان اپنے خاص غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔

ا؎ ضمیر کم جمع اور مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ بھی جمع ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو تقسیم احاد کی طرف احاد کی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ امت کے تمام افراد کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتلا دیا جو سب وہ نہیں جانتے تھے تو جمیع امت غیب دان کیسے ہوئی؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تنہا ان باتوں کو جانتے ہیں اور امت مل کر جانتی ہے امت کا علم آگے نہیں بڑھا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہر آن ترقی پذیر ہے۔ قل رب زدنی علما شاہد وعادل ہے۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

تفسیر مدارک صفحہ ۳۱۹ جلد ۴ میں ہے (خدا اپنے علم کے مقابلہ میں) بعض علم غیب کے لیے رسولوں کو چن لیتا ہے۔اس تفسیر میں علم اور غیب دونوں الفاظ اکٹھے آئے ہیں۔

اعتراض:۔آیت میں اظہار غیب کا ذکر ہے۔علم غیب کا نہیں۔ (براہین صفحہ ۱۷۲)

جواب ؛ اظہار علی الغیب ہی علم غیب ہے۔دیکھئے تفسیر مدارک نسفی حاشیہ خازن طبع مصر صفحہ ۳۱۱ جلد ۴۔

اعتراض:۔اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جمیع غیب کی اطلاع دے دیتے ہیں۔

(براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۲)

جواب ؛ آیت کریمہ میں اگر لفظ غیبہ میں لفظ غیب جو اسم جنس اور مضاف ہے اور اس کی اضافت ضمیر کی طرف عہد خارجی کی ہو تو غیب سے مراد غیب وقوع قیامت ہوگا۔جیسا کہ شرح مقاصد صفحہ ۱۵۱ جلد ۲ میں ہے:۔اس کی بعض پسندیدہ رسولوں کو اطلاع ہے اور اگر اضافت عہد خارجی نہ ہو تو پھر لازماً استغراق مراد ہوگا اور قاضی بیضاوی کے کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے۔کیونکہ فرماتے ہیں علی الغیب المخصوص به علمه تو بنا بریں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ تمام مغیبات کا علم کسی کو نہیں دیتا مگر اس کو جسے رسولوں میں سے پسند فرمالے اس کو تمام مغیبات کا علم دے دیتا ہے۔

تیسری قرآنی دلیل:۔پارہ ۳۰ سورۃ تکویر میں ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور وہ رسول علم غیب پر بخیل نہیں۔

بعض قاریوں نے ضنین کو ظنین پڑھا ہے یعنی رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا علم غیب ظنی نہیں یقینی ہے۔معالم التنزیل بغوی اور خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴ میں ہے: کہ حضور

ﷺ کے پاس علم غیب آتا ہے آپ غیب بتانے میں کنجوسی نہیں کرتے۔

اعتراض:۔ مفسرین کو اختلاف ہے کہ ھُوَ سے مراد قرآن ہے یا رسول ﷺ۔

(براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۶)

جواب:۔ اگر اس سے مراد قرآن ہو تو معترض کو اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ جب حضور علیہ السلام سارے قرآن کے کما حقہ عالم ہیں اور قرآن غیب پر بخیل نہیں اور کس کے لیے نہیں؟ اللہ کے حبیب کے لیے۔ لہٰذا اس طرح بھی حضور علیہ الصلوۃ و السلام غیب دان ثابت ہوئے۔

ترجیح اور وجہ ترجیح:۔ ۱۔ تفسیر کبیر صفحہ ۴۷ جلد ۳۱ میں ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔

۲۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۵۳ جلد ۱۰ میں ھُوَ سے مراد صرف رسول علیہ الصلوۃ و السلام ہے۔

۳۔ امام سیوطی نے جلالین میں لکھا ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔

۴۔ صاوی علی الجلالین صفحہ ۲۹۵ جلد ۴ ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات ہے۔

۵۔ جمل علی الجلالین صفحہ ۴۹۷ جلد ۴ ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات ہے۔

۶۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۷۴ طبع مصر میں ھُوَ

سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لی اور غیب کا معنی وحی کیا یعنی وحی کے ذریعے بتایا ہوا علم بھی علم غیب ہے۔

۷۔ قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۴۳ جلد دوم میں ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لی۔

۸۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ میں بھی ھُوَ سے مراد حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ہی ذات ہے۔

۹،۱۰۔ خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴، اور مدارک میں بھی حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات مراد لی گئی ہے۔

۱۱۔ تفسیر عزیزی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۰۹ پارہ ۳۰ میں مراد حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لکھا ہے۔

اعتراض:۔ جب حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے امت کو غیب بتلانے میں بخل نہ فرمایا تو ساری امت غیب دان ہوئی۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۷)

جواب:۔ اگر معترض نے معلم اور متعلم کے فرق کو ملحوظ رکھا ہوتا تو ایسا جاہلانہ اور عامیانہ اعتراض نہ کرتا۔ حضور ﷺ کے علم کے حصول کا ذریعہ حواس خمسہ سے ماوراء وحی الٰہی ہے جو غیب ہے اور امت کو جو پڑھ کر سنایا گیا وہ امت نے کانوں سے سن لیا غیب نہ رہا۔ کیونکہ غیب کی تفسیر ماغاب عن الحس ہے۔ دیکھو تفاسیر معتبرہ کبیر بیضاوی، روح المعانی، روح البیان، صاوی، جمل، خازن وغیرہ۔